Tauseeq, Volume. 6, Issue. 1
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v6i1.3

Received: 20-05-2025
Accepted: 30-05-2025
Published: 30-06-2025

خدیجہ مستور کے افسانوں کے کرداروں کا نفسیاتی جائزہ

Psychological Analysis of the Characters in Khadija Mastur's Stories

سیدہ رخسانہ فدا*

ڈاکٹر یسمینہ

Abstract:

Support of oppressed women. Khadija Mastoor of her society. I showed their economic and economic problems by writing fiction. Economic contribution of women in the development of any society. It plays an important role. They have tried to give them their legitimate rights by presenting the Thai eyes of the local class due to their lack of education and wealth, and by humiliating, oppressing and oppressing men. Freedom in the themes of Khadija Mastoor's fiction. Desire, hatred of slavery, passion for change in society, seven class contradictions, women's independence and psychological entanglements created by migration and isolation at the time of the establishment of Pakistan include male oppression, dominance and partial abuse.

Khadija Mastoor dreams of a peaceful and educated society. A reflection of his personal life is also seen in many of his fictions.

Keywords: Psychology of characters, Fictions, Greek mythology, Psychological dilemmas, Unconscious, Psychological Analysis.

*پی ایچ۔ڈی اسکالر، بینظیر وومن یونیورسٹی، پشاور

ایسوسی ایٹ پروفیسر بینظیر وومن یونیورسٹی، پشاور

نفسیات ایک ایسی سائنس ہے جس میں انسانی دماغی خیالات، احساسات، کردار اور اس سے متعلق افعال کا مطالعہ ہوتا ہے۔ نفسیات دو الفاظ (Psycho)یعنی نفس اور (Logy) علم سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی (Psychology) نفس سے متعلق علم کہلاتا ہے۔ نفسیات کا ذکر قدیم یونانی اساطیری داستانوں میں ملتا ہے۔ جدید نفسیاتی کے بانی سگمنڈ فرائیڈ کے مطابق شخصیت انسان کے سماجی دباؤ اور رشتوں سے بنتی ہے۔ بچہ اپنے والدین، خاندان، مذہب، قومیت اور سماج کے زیر اثر تربیت کا اثر لیتا ہے۔ جنسی رجحانات اسے ورثے میں ملتی ہے۔ فرائڈ کے مطابق جنسی قوت زندگی کی بنیادی چیز ہے۔ جس کا نام انہوں نے (لبیڈو) رکھا ہے۔ والدین کی روک ٹوک اور سماجی روکاوٹوں سے بچہ اپنی مرضی سے مختلف خواہشات پوری نہیں کر سکتا۔ یہ رکاوٹیں اس کی نفسیاتی الجھنوں کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

ڈاکٹر ثوبیہ طاہر اپنی کتاب "فرائڈ کے مضامین" میں لکھتی ہیں۔

> " جسے ہم لاشعور کہتے ہیں وہ ہمارے ذہن کا گہرا اور قدیم ترین حصہ ہے۔ جو محض جبلتوں اور خواہشوں پر مشتمل ہوتا ہے"۔(1)

فرائڈ کی تحقیق کے مطابق انسانی ذہن میں لاشعور ایک ایسا حصہ ہے جو خواہشات سے پُر ہوتا ہے۔ ان خواہشات کا مقصد اطمینان اور مسرت کا حصول ہے۔ یہ انسانی ذہن کے شعور سے براہ راست ٹکراتا ہے اور انسانی ذہن کو مسرت اور اطمینان کی عدم موجودگی نفسیاتی امراض سے دوچار کرتی ہے۔ ان نفسیاتی امراض کے علاج کے لیے فرائڈ نے تحلیل نفسی یا نفسیاتی تجزیہ کے ذریعے انقلاب برپا کیا۔ تحلیل نفسی کا نظریہ ہماری تہذیب اور نئے ذہن کا بنیادی عنصر ہے۔ ڈاکٹر سلیم اختر "تین بڑے نفسیات دان" میں لکھتے ہیں۔

> "فرائڈ نے سب سے پہلے لاشعور کے دیگر اعمال ذہنی کے ساتھ الجھے ہوئے رشتہ کو نہ صرف اجاگر کیا۔ بلکہ لاشعوری محرکات کے شعور کی دنیا پر گہرے اثرات کو واضح کرتے ہوئے ان سے پیدا شدہ ذہنی الجھنوں کا حل تلاش کر کے نفسیات کو نئے انقلاب سے روشناس کرایا"۔(2)

فرائڈ نے بچوں میں جنسی رجحان اور ایڈی پس الجھاؤ جیسے امراض دریافت کیے۔ ایڈی پس الجھاؤ میں بچہ اپنی ماں سے شدید وابستگی رکھتا ہے اور اپنے باپ سے نفرت کا جذبہ بچہ دبانے کی کوشش کرتا ہے تو ذہن الجھن کا شکار ہو جاتا ہے۔ فرائڈ کے مطابق بچہ میں اپنی ماں سے

مسلسل قربت کی وجہ سے جنسی جذبہ بیدار ہو جاتا ہے۔ مغربی نفسیات دان ڈاکٹر گلنٹ اور ڈاکٹر لینڈ یز نے پہلی مرتبہ بچہ کے انگوٹھا چوسنے کی جنسی اہمیت کو ظاہر کیا۔ کسی بھی افسانے میں کردار کے بغیر کہانی آگے نہیں بڑھتی۔ کردار دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک مرکزی کردار اور دوسرا ضمنی کردار۔ مشہور افسانہ نگار عصمت چغتائی اور منٹو کی طرح خدیجہ مستور نے بھی اخلاقی بندشوں میں جکڑنے افسانوں کی ذہنی دباؤ اور گھٹن میں مبتلا کردار سامنے لانے کی کوشش کی ہیں۔ ان افسانہ نگاروں کا مقصد سماج میں موجود افراد کی چھپی زندگی اور ذہنی اذیتوں کو عیاں کرنا ہے۔ ان کرداروں اور کہانیوں میں اکثر ان ادیبوں کی اپنی شخصیت کی الجھنوں کا عکس نظر آتا ہے۔ اکثر ادیب خارجی یا داخلی محرکات کے اثرات کو اپنے فن کی شکل میں پیش کر کے بہت سی ذہنی اذیتوں سے چھٹکارا پاتے ہیں۔ اس لیے ادب کا مقصد کسی بھی کردار کی نفسیاتی الجھنوں کو سامنے لانا ہے۔ فرائڈ کے نظریات کا اثر اردو ادب پر بہت گہرا ہے۔

اُردو افسانے سے ہر دور کے معاشرتی، معاشی تہذیبی و ثقافتی، سیاسی اور تاریخی حالات واقعات کے متعلق پوری آگاہی ملتی ہیں اور اردو ادب میں جہاں مرد افسانہ نگاروں نے بھرپور شہرت حاصل کی ہے۔ وہاں خواتین افسانہ نگاروں نے بھی اپنی شہرت کا لوہا منوایا۔

ڈاکٹر سلطانہ بخش اپنی کتاب "پاکستانی اہل قلم خواتین" میں لکھتی ہیں :

> ''یہ وہ افسانہ نگار خواتین ہیں جو قیام پاکستان سے قبل بھی لکھ رہیں تھیں اور آزادی کے بعد بھی ان کا تخلیقی سفر جاری ہے۔ ان میں بعض شہرت کی بلندی پر تھیں اور بعض نے افسانے کی دنیا میں اپنے قدم جمانے شروع کیے تھے''۔ (3)

خواتین افسانہ نگاروں میں رشید جہاں، عصمت چغتائی، ممتاز شیریں، واجدہ تبسم، جیلانی بانو، خدیجہ مستور الطاف فاطمہ اور ہاجرہ مستور وغیرہ شامل ہیں۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد کے لوگوں کے معاشرتی، سماجی، اخلاقی اور نفسیاتی مسائل پر بہت سے مرد و خواتین افسانہ نگاروں نے مختلف ناول اور افسانے لکھے۔ 1947ء کا سال افسانوی ادب کا اہم سال تھا۔ لیکن خیبر پختونخوا میں افسانہ نگاری کا باقاعدہ آغاز 1914ء سے ہوا۔ بقول فارغ بخاری افسانہ کا آغاز "نصیر الدین نصیر" سے ہوا۔ بہت سے خواتین افسانہ نگاروں نے ہمارے معاشرے کے ہر طبقے کی خواتین کے نفسیاتی مسائل کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا۔ ان میں ایسے بہت سے مسائل تھے جس کے باعث اکثر ہمارے معاشرے میں عورتیں مختلف ذہنی دباؤ اور گھٹن کا شکار ہو جاتی ہیں۔ ان خواتین افسانہ نگاروں میں خدیجہ مستور ایک ایسی پٹھان خاتون افسانہ نگار تھیں۔ جنھوں نے بہت کم عرصے میں شہرت کا مقام حاصل کیا۔ خدیجہ مستور ہندوستان کے مشہور شہر لکھنو میں پیدا ہوئی۔ انھوں نے

پاکستان بننے کے فوراً بعد ہجرت کر کے پاکستانی معاشرے کے مسائل کا گہرا مشاہدہ کر کے نفسیات کے موضوع پر بہت سے افسانے لکھے۔ جس میں انہوں نے مرد عورت کے نفسیاتی مسائل کو سامنے لانے کی کوشش کی۔ خدیجہ مستور کی ادبی زندگی کا آغاز 1936ء میں افسانہ نگاری سے ہوا۔

ڈاکٹر سلطانہ بخش اپنی کتاب " پاکستانی اہل قلم خواتین" میں لکھتی ہیں :

"پاکستان کے ابتدائی زمانے میں حقیقت پسندی کا رجحان ہاجرہ مسرور اور خدیجہ مستور کے ہاں غالب نظر آتا ہے"۔ (4)

خدیجہ مستور بچپن ہی سے بڑی نڈر اور ہوشیار تھیں۔ انھیں نچلے طبقے کی لوگوں سے محبت اور ہمدردی تھیں۔ اس لئے بچپن سے لے کر آخری عمر تک دوسروں کو باٹنے اور تحفے دینے کا سلسلہ جاری رہا۔1950ء خدیجہ مستور کی شادی مشہور افسانہ نگار احمد ندیم قاسمی کے بھانجے ظہیر بابر سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے خدیجہ مستور کو ایک بیٹا اور ایک بیٹی عطا کی۔ خدیجہ مستور ہر کسی کے ساتھ دوستانہ تعلق رکھتی تھیں۔ بہت حساس طبعیت کی مالک تھیں۔ خدیجہ مستور کی والدہ بھی اردو ادب سے تعلق رکھتی تھیں۔ خدیجہ مستور کے کہنے پر ان کی بہن ہاجرہ مسرور نے بھی لکھنا شروع کیا۔ ان دونوں بہنوں کی شادی بھی ایک ہی دن ہوئی۔ خدیجہ مستور 28 جولائی 1982ء کو وفات پائی۔ خدیجہ مستور ایک باپردہ افسانہ نگار تھیں۔ انھوں نے 1932ء میں پردے کی حمایت میں ایک مضمون لکھا اور ان کا پہلا افسانہ "جوانی" اپریل 1944 میں " ساقی " میں شائع ہوا۔ خدیجہ مستور کے پانچ افسانوی تصانیف یہ ہیں۔ کھیل، 1944ء، بوچھاڑ، 1946ء، چند روز، 1951ء، تھکے ہارے، 1962ء اور ٹھنڈا میٹھا پانی 1981ء۔ انھوں نے دو مشہور ناول بھی لکھے۔ آنگن اور زمین۔ پہلے ناول "آنگن" پر انھیں" آدم جی ادبی ایوارڈ" 1962ء میں ملا۔ ان کے آخری مجموعہ" ٹھنڈا میٹھا پانی" پر بھی انھیں" ہجرہ ایوارڈ" ملا۔ جو 1984ء میں ان کی وفات کے بعد ان کی بیٹی کرن بابر نے وصول کیا۔ کسی ادیب کے تخلیقی عمل کو سمجھنے کے لئے اس کی ذہنی ساخت اور اس کے ذہنی عمل کو سمجھنا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ علم نفسیات سے ہم کسی ادیب کی انفرادی حیثیت کو سمجھ سکتے ہیں۔ ادیب اور شاعر ہمارے معاشرے کا حساس طبقہ ہوتے ہیں۔ ان کی کہانی یا شاعری میں ان کے اپنی ذاتی زندگی کے تجربات اور دکھ درد بھی شامل ہوتے ہیں۔ جس سے ہم ان کی ذہنی الجھنوں کو محسوس کر سکتے ہیں۔ خدیجہ مستور کے کئی افسانوں میں ان کی ذاتی زندگی کی جھلک نظر آتی ہے۔ انھوں نے جنگ آزادی کے بعد کے لوگوں کی معاشی اور نفسیاتی مسائل کی تصویر کشی کی ہیں۔

افسانہ ''ٹھنڈا میٹھا پانی'' میں خدیجہ مستور جنگی حالات بیان کر کے لکھتی ہے جس میں اس کی زندگی کا عکس نظر آتا ہے۔

> ''پھر ایک دھماکہ ہوا جو پہلے سے شدید تھا۔ میزوں کے نیچے بیٹھے ہوئے بچے ایک دوسرے سے ٹکرا گئے۔ میں نے کرن کو اپنی طرف کر کے لپٹا لیا اور پرویز کے کان میں چپکے سے کہا کہ ''موت سے نہیں ڈرتے، تمھیں تو وہ بھنگڑا ناچتے ہوئے فوجی یاد ہیں نا؟ وہ ہنسا اور ڈٹ کر بیٹھ گیا مگر میں نے محسوس کیا کہ وہ کانپ رہا ہے''۔(5)

ان کے افسانے ''ثریا'' اور ''ہینڈ پمپ'' میں ایسے کردار بھی ہیں جو غربت کے باوجود اپنی انا کو برقرار رکھتے ہیں۔ خدیجہ مستور نے معاشرے میں موجود تعلیم یافتہ مرد و عورت کی روایات سے بغاوت نہ کرنے کے نفسیاتی مسائل کو سامنے لانے کی کوشش کی ہیں۔ انھوں نے اخلاقی بندشوں میں جکڑے ہوئے افراد کی ذہنی الجھنوں اور دباؤ پر مختلف افسانے لکھے ہیں۔ ڈاکٹر سلیم اختر ''تین بڑے نفسیات دان'' میں لکھتے ہیں۔

> ''زیادہ شدید دباؤ کی صورت میں یہ ناخوشگوار یادیں کیونکہ شعور میں نہیں آسکتیں۔ اس لیے یہ اندر ہی اندر لاشعور میں کھولتی ہیں۔ یہ ناگنوں کی طرح پیچ و تاب کھا کر گھولتی رہتی ہیں اور یوں ذہن میں ایک عجیب و غریب کشمکش سی برپا رہتی ہے اسی کیفیت کا نام ہے۔ ''الجھاؤ''۔(6)

افسانہ ''جوانی'' اور ''یہ بڈھے'' میں انھوں نے جوان لڑکیوں اور بڑے عمر کے مردوں کے نفسیاتی الجھنوں کو دکھایا ہیں۔ انہوں نے عصمت چغتائی اور منٹو کا رویہ نہیں اپنایا اس لیے اُن کی تحریروں میں عریانی نہیں ہیں۔ خدیجہ مستور کی تحریروں کا مقصد معاشرے سے نفسیاتی مسائل ختم کرنا تھا کیونکہ نفسیاتی بیماریوں کے ساتھ کوئی بھی انسان آگے نہیں بڑھ سکتا۔ خدیجہ مستور 1950ء میں انجمن ترقی پسند مصنفین کی لاہور شاخ کی سیکرٹری منتخب ہوئیں۔ جس کی بدولت ان کے فن کو مزید ترقی ملی۔ انھوں نے ترقی پسند تحریک کے سوچ کو اپنا کر اس کے ترقی کے لیے عملی اقدامات بھی کیں۔ اس دوران ان کے شوہر ظہیر بابر، بہنوئی احمد علی اور افسانہ نگار احمد ندیم قاسمی کو گرفتار کیا گیا لیکن ان کے ترقی پسندانہ سوچ پر کوئی فرق نہ ہوا۔ بلکہ خدیجہ مستور نے اس عرصے میں دلچسپ خطوط لکھ کر تینوں کا حوصلہ بڑھانے کا کام کیا۔ خدیجہ مستور کے میں افسانوں میں سمندر کی طرح گہرائی، مشاہدہ اور تجربات نظر آتے ہیں۔ ان کے افسانوں کے کرداروں

میں ہمارے معاشرے کے مسترد شدہ افراد کے نفسیاتی مسائل نظر آتے ہیں۔انھوں نے ہمارے معاشرے کی مظلوم عورت کے حق میں آواز اُٹھائی ان کے معاشی اور نفسیاتی مسائل پر قلم اُٹھایا ہے۔

فیض احمد فیض "مجموعہ خدیجہ مستور" کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

"خدیجہ مستور کے افسانوں کا منظر عام طور پر نچلے درجے یا مفلس طبقوں کے گھٹے ہوئے فلاکت زدہ گھر ہوتے ہیں"۔(7)

خدیجہ مستور ڈاکٹر رشید جہاں (انگارے) اور ترقی پسند تحریک سے بہت متاثر تھیں۔اس لیے ان کے افسانوں کے کرداروں میں طنز بھی موجود ہیں۔ان پر عصمت چغتائی کا اثر بھی نظر آتا ہے۔ لیکن ساتھ میں سنجیدگی، انفرادیت اور مقصدیت بھی شامل ہیں۔ ابتدائی افسانوں کے کرداروں میں جنسیت اور رومانیت ہیں اور بعد میں آزادی کی خواہش، غلامی سے نفرت، سیاست، طبقائی، تضادات، سماجی، صداقت اور مقصدیت کے موضوعات شامل ہوگئے۔ قیام پاکستان کے موضوعات، ہجرت اور فسادات، تقسیم سے پیدا ہونے والے حالات اور مظلوم عورت شامل ہیں۔وہ ایک پر سکون اور صاف ستھرے معاشرے کی خواہش مند تھیں۔جہاں امیر و غریب میں کوئی فرق نہ ہو اور نہ ہی ملک میں جنگ و فساد ہو۔خدیجہ مستور "چلی پی سے ملن" افسانہ میں لکھتی ہیں۔

"صرف لوگوں کے مرنے کٹنے کے لیے جنگ نہیں ہوتی۔ جنگ اس لیے ہوتی ہے کہ مرنے کٹنے والوں کی لاشوں پر بڑے ٹھاٹ دار سونے کے محل تیار ہو جاتے ہیں۔ایسے محل جو وہ خواب میں بھی نہیں دیکھ سکتی"۔(8)

ہجرت اور فسادات کے حوالے سے "مینوں لے چلے بابلا" ایک بہترین افسانہ ہے۔ دوسری عالمی جنگ کے نتیجے میں "چلی پی سے ملن" ایک بہترین کہانی ہے۔ جس میں ایک غریب عورت کی محرومی کو دکھایا گیا ہے۔1965ء کی جنگ کے واقعات سے متعلق "محاذ سے دور" ایک خوبصورت افسانہ ہے۔"محاذ سے دور" افسانہ میں ایک شہید کی ماں کی ذہنی کیفیت کچھ یوں ہیں۔

"وہ رات کتنی بھیانک تھی۔مائی کی ویران چیخیں دور دور سناٹا بکھیر رہی تھیں"۔(9)

خدیجہ مستور نچلے طبقے کی معاشی تنگدستی میں مبتلا عورت کی پریشانی کو عیاں کرتی ہیں۔ پرولتاری موضوع پر "نیا سفر "ایک بہترین افسانہ ہے۔

"کیوں بیٹا! کیانام ہے۔وہاں کا جہاں کے مزدور۔۔۔۔ بڑھیانام بھول رہی تھی۔

"چین!" آدمی الوداعی نظر ڈال کر پیار سے مسکرایااور آگے بڑھ گیا۔

اے بیٹا! ۔۔۔۔وہاں کا کرایہ کتنا ہوگا؟ بڑھیااس کے پیچھے لپکتے ہوئے چیخ پڑی"۔(10)

اور "جھینپ" افسانوں میں ہمارے معاشرے کی عورتوں ذہنی الجھنوں اور نفسیاتی مسائل موجود ہیں۔جس میں عورت کی حقیقی دُکھ دور اور محرومیوں کو دکھایا گیاہے۔خدیجہ مستور کا ایک اور افسانوی مجموعے "تھکے ہارے" میں ہمارے معاشرے کے تھکے ہارے لوگوں کے مسائل ہیں۔جو مسلسل کوششوں کے باوجود زندگی کے آزمائشوں سے نہیں نکل سکتے۔ان کے افسانوں میں انسان دوستی کا درس بھی موجود ہیں۔افسانہ "تھکے ہارے" کی نسوانی کردار "ناظمہ " اس قدر ذہنی دباؤ میں مبتلا ہوتی ہے کہ اس کی دماغ کی رگ پھٹ جاتی ہے اور دنیا کے غموں سے ہمیشہ کے لیے نجات پالیتی ہے۔

"مجھے میرے عزیزوں کی مخالفت نے پڑھنے نہیں دیااور اب ہر کوئی پڑھی لکھی لڑکی چاہتا ہے"۔(11)

انہوں نے عورت پر ہونے والے ظلم وستم، جبر وزیادتی، عدم وتحفظ اور استحصال کی بھرپور ترجمانی کی ہیں۔ان کا بنیادی موضوع نسل انسانی ہے۔انھوں نے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی دلی خواہشات اور لاشعوری جذبات واحساسات کو دکھایاہے۔خدیجہ مستور جانتی تھی کہ جب تک عورت اپنی اور اپنی عزت نفس کی ترجمانی خود نہیں کرتی تب تک یہ معاشرہ نہیں سدھر سکتا۔انھوں نے موجودہ دور کی عورت کو بیدار کرنے کی کوشش کی ہیں کہ اپنا حق خود حاصل کریں۔کیونکہ اسی میں ہمارے معاشرے اور ایک عورت کی ترقی موجود ہیں۔انھوں نے غریب گھرانے کی عورت کی بے بسی، لاچاری، نفسیاتی الجھن، مردوں کے مظالم اور بالادستی کو عریاں کرکے عورت کو ان کا جائز مقام دلانے کی کوشش کی ہیں۔ڈاکٹر سلیم اختر "ہماری جنسی اور جذباتی زندگی" میں لکھتے ہیں۔

" اقتصادی آزادی نے جہاں عورت کو پہلی مرتبہ اپنی اہمیت کا احساس کرایا۔ وہاں اس کی میں عملی زندگی کے سلسلے میں ایک نیا احساس ذمہ داری بھی پیدا کیا"۔(12)

اقراء توحید اپنی کتاب" جیلانی بانو کے افسانوی کردار" میں لکھتی ہیں۔

"خدیجہ مستور نے اپنے افسانوں میں کئی خستہ حال گھرانوں کی خواتین کی گھٹن، بے بسی، لاچاری اور پریشانی کی تصویریں بھی اجاگر کی ہیں اور ساتھ ہی مرد کی بالادستی،استحصال، جبر و زیادتی، کرب وغیرہ کو بھی منظر عام پر لانے کی کوشش کی ہیں۔(13)"

خدیجہ مستور کے افسانوں کے مردانہ کردار، غربت اور تعلیم کی کمی کی وجہ سے نفسیاتی الجھنوں کا شکار نظر آتے ہیں۔انھوں نے ہمارے معاشرے کے مردوں کی جہالت بے حسی اور بے راہ روی سے پردہ اُٹھانے کی کوشش کی ہیں، جو بہت سی معصوم اور ناسمجھ لڑکیوں کی زندگی برباد کر دیتے ہیں۔ان کے افسانے "بھورے"اور "ڈولی" کی ناسمجھ اور معصوم لڑکیاں اپنی زندگی سے ہاتھ دھو لیتی ہیں۔ کیونکہ ان کے حصے میں صرف ذلت اور تنہائی آجاتی ہیں۔

افسانہ "بھورے" کی معصوم "ظہورن" معاشی تنگدستی اور ذلت و تنہائی کے عذاب سے ہمیشہ کے لیے نجات پالیتی ہیں۔

"بھلا بھورے کو کیسے معلوم ہوتا کہ ایک مہینے پہلے سرخ کھدر کی چادر سے منہ چھپائے جو عورت تانگے پر آئی تھی اور جسے آیاؤں نے بڑی مشکل سے لاد کر سٹریچر پر ڈالا تھا۔ وہ ظہورن تھی، جس نے اپنا نام تمیزن لکھایا تھا اور جو خون کی انتہائی کی کمی کی وجہ سے مر گئی تھی"۔(14)

خدیجہ مستور کے افسانوں کی عورت مرد کو ایک ایک مضبوط پناہ گاہ سمجھ کر اسے دل سے چاہتی ہے، لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہمارے معاشرے کا ہر مرد وفادار نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ سے عورت مختلف نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہو جاتی ہے۔خدیجہ مستور نے ہمارے معاشرے کی کمزور لیکن خود دار عورت کو بھی کئی افسانوں میں دکھانے کی کوشش کی ہیں جیسے افسانہ "خرمن"کی کمزور عورت کو ایک مضبوط سہارے کی تلاش بھی ہوتی ہے۔ لیکن وہ معاشرے میں عزت سے رہنا چاہتی ہے۔ کسی مرد کے پاؤں کی جوتی بننا اسے پسند نہیں

ہے۔وہ اپنے حق کے لئے آواز اُٹھانا بھی جانتی ہیں۔انہوں نے افسانہ "خرمن "میں" دین محمد" کی بے حسی اور "کنیز" کی خودداری کو بہت اچھی طرح سے تحریر کیا ہے۔

افسانہ "لاشیں" میں انہوں نے معاشی تنگی کی وجہ سے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو وقت شادی نہ ہونے پر ان کی بے راہ روی اور نفسیاتی الجھنوں سے پردہ اٹھایا ہے۔ہمارے معاشرے میں بہت سے مرد جہالت اور معاشی تنگدستی کی وجہ سے نفسیاتی الجھنوں میں مبتلا ہو کر عورت کی تذلیل کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے عورت بھی مختلف نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر سلیم اختر نفسیاتی الجھنوں پر بحث کرتے ہیں۔

> "زندگی سے اپنی مراد نہ پانے کا احساس جب ہر وقت ذہن پر مسلط رہتا ہے۔ تو یہ احساس آکاش بیل کی صورت اختیار کرکے فرد کی ذہنی شادابی چوس جاتا ہے۔احساس شکست ایک آسیب کی صورت اختیار کرلیتا ہے اور یوں فرد پریشانیوں کے بھنور میں گھر جاتا ہے"۔(15)

بہت سے عورتیں اس تذلیل کی عادی ہو کر اپنی حیثیت پر راضی بھی رہتی ہے۔ لیکن خدیجہ مستور اپنے معاشرے سے تمام برائیوں کا خاتمہ کرکے انسانی زندگی میں خوشگوار تبدیلی لانا چاہتی ہے۔اقراء توحید مزید لکھتی ہے۔

> "خدیجہ کے لاشعور میں یہ بات پہلے سے ہی گھر کر چکی تھی کہ عورت جب تک اپنی ترجمانی نہ کریں جب تک مرد غالب معاشرہ اپنے کرتوتوں سے باز نہیں آئے گا۔ اس لیے خدیجہ نے اپنے تند و تلخ افسانوں سے عورت کو بیدار کرنے کی کوشش کی ہے۔(16)"

انھوں نے معاشرے کے بدصورت لوگوں کی نفسیات اور احساس کمتری پر بھی ایک افسانہ "بورکا" لکھا ہے۔احساس کمتری میں مبتلا افراد کے متعلق ڈاکٹر سلیم اختر "ہماری جنسی اور جذباتی زندگی" کی کتاب میں رقمطراز ہیں :

"ہر انسان کو اپنے آپ میں کسی نہ کسی کمی کا احساس مارے ڈالتا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ اگر مجھ میں یہ چیز ہوتی تو میں زیادہ خوش رہتا۔ اگر اس کی جسم میں یہ نقص نہ ہوتا تو اس کی شخصیت زیادہ پرکشش ہوتی اور اس کی زیادہ عزت کی جاتی"(17)

خدیجہ مستور کے افسانوں کے کردار ہمارے معاشرے کے جیتے جاگتے انسانوں کی نفسیات پر مبنی ہیں۔ خدیجہ مستور کو ہر طبقے کے مرد اور عورت کی نفسیات سے واقفیت، موضوع کے انتخاب اور گہرے مشاہدے سے اردو ادب میں ایک منفرد اور اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ اقرا ءتوحید مزید رقمطراز ہے۔

"مستور کے بیشتر افسانے معاشرے میں مرد اور عورت کے درمیان امتیازات کا احاطہ کرتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ مرد اور عورت کے درمیان تصادم میں آخرکار عورت ہی جیت کا پرچم لہراتی دکھائی دیتی ہے۔(18)"

حوالہ جات

1. ثوبیہ طاہر، ڈاکٹر، فرائڈ کے مضامین، نگارشات پبلشرز، لاہور، 2017ء، ص31
2. سلیم اختر، ڈاکٹر، تین بڑے نفسیات دان"، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2016ء، ص56
3. سلطانہ بخش، ڈاکٹر، پاکستانی اہل قلم خواتین، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد، 2003ء، ص183
4. ایضاً، ص183
5. مجموعہ خدیجہ مستور، سنگ میل پبلی کشنز، لاہور، 2008ء، ص414
6. سلیم اختر، ڈاکٹر، تین بڑے نفسیات دان، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2016ء، ص59۔60
7. مجموعہ خدیجہ مستور، دیباچہ، فیض احمد فیض، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2008ء، ص170
8. مجموعہ خدیجہ مستور، سنگ میل پبلی کشنز، لاہور، 2008ء، 174
9. ایضاً، ص249
10. ایضاً، ص193
11. ایضاً، ص132
12. سلیم اختر، ڈاکٹر، ہماری جنسی اور جذباتی زندگی، سنگ میل پبلی کشنز، لاہور، 2004ء، ص57
13. اقراء توحید، جیلانی بانو کے افسانوی کردار، فکشن ہاؤس، لاہور، 2018ء، ص67

14. مجموعہ خدیجہ مستور،سنگ میل پبلی کشنز،لاہور،2008ء،373
15. سلیم اختر،ڈاکٹر،ہماری جنسی اور جذباتی زندگی،سنگ میل پبلی کشنز،لاہور،2004ء،ص99
16. اقراء توحید،جیلانی بانو کے افسانوی کردار، فکشن ہاؤس،لاہور،2018ء،ص65
17. سلیم اختر،ڈاکٹر،ہماری جنسی اور جذباتی زندگی،سنگ میل پبلی کشنز،لاہور،2004ء،ص136
18. اقراء توحید،جیلانی بانو کے افسانوی کردار، فکشن ہاؤس،لاہور،2018ء،ص65

References:

1. Thobia Tahir, Dr., "Essays on Freud", Nigarashat Publishers, Lahore, 2017, p. 31

2. Saleem Akhtar, Dr., "Three Major Psychologists", Sang-e-Meel Publications, Lahore, 2016, p. 56

3. Sultanah Bakhsh, Dr., "Pakistani Women Writers", Academy of Letters Pakistan, Islamabad, 2003, p. 183

4. Ibid, p. 183

5. Collection of Khadija Mastoor, Sang-e-Meel Publications, Lahore, 2008, p. 414

6. Saleem Akhtar, Dr., "Three Major Psychologists", Sang-e-Meel Publications, Lahore, 2016, pp. 59-60

7. Collection of Khadija Mastoor, Preface, Faiz Ahmed Faiz, Sang-e-Meel Publications, Lahore, 2008, p. 170

8. Collection of Khadija Mastoor, Sang-e-Meel Publications, Lahore, 2008, p. 174

9. Ibid, p. 249

10. Ibid, p. 193

11. Ibid, p. 132

12. Saleem Akhtar, Dr., "Our Sexual and Emotional Life", Sang-e-Meel Publications, Lahore, 2004, p. 57

13. Iqra Tauheed, "The Fictional Characters of Jilani Bano", Fiction House, Lahore, 2018, p. 67

14. Collection of Khadija Mastoor, Sang-e-Meel Publications, Lahore, 2008, p. 373

15. Saleem Akhtar, Dr., "Our Sexual and Emotional Life", Sang-e-Meel Publications, Lahore, 2004, p. 99

16. Iqra Tauheed, "The Fictional Characters of Jilani Bano", Fiction House, Lahore, 2018, p. 65

17. Saleem Akhtar, Dr., Our Sexual and Emotional Life, Sang-e-Meel Publications, Lahore, 2004, p. 136

18. Iqra Tawheed, The Fictional Character of Jilani Bano, Fiction House, Lahore, 2018, p. 65